275

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE DAILY
ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ۲ دو پیسے

جلد ۲۲ | مورخہ ۵ محرم ۱۳۵۴ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۹ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۳۴

حادثۂ کراچی کے متعلق تحقیقات کرانے سے حکومت بمبئی کا انکار

کراچی کے نہایت ہی الم افزا اور رنج دہ حادثہ کے متعلق تمام ہندوستان کے طول و عرض میں ہر طبقہ کی طرف سے تحقیقات کا مطالبہ جس زور شور کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی مثال شاذ ہی کسی اور واقعہ کے متعلق مل سکے۔ علاوہ ازیں اسمبلی۔ اور کونسل آف سٹیٹ کے نمائندوں کی طرف سے بھی یہ مطالبہ ہو چکا ہے کہ حکومت اس حادثہ کے متعلق ضرور تحقیقات کرائے تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ جن مسلمانوں کی جانیں اس موقعہ پر ضائع ہوئی ہیں۔ وہ حکام کی بے احتیاطی اور بے تدبیری کا شکار ہوئے ہیں۔ یا اپنی غلطی اور عاقبت نااندیشی کا انہیں خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ حکومت بمبئی نے مسلمانوں کے اس متفقہ مطالبہ کو کچھ بھی وقعت نہیں دی۔ اور اعلان ہو گیا ہے۔ کہ کراچی میں گولی چلنے کے واقعہ کی تحقیقات موقعہ پر کرنے کے لئے مسٹر آر۔ ڈی بیل ہوم ممبر حکومت بمبئی کراچی گئے تھے۔ انہوں نے گولی چلانے کے ذمہ دار حکام سے ملاقات کی۔ اس کے نتیجہ کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ مقامی گورنمنٹ تحقیقات کی ضرورت نہیں سمجھتی خاص کر ان احتیاطی تدابیر کے بارے میں جو مقامی حکام نے اختیار کی تھیں۔

ظاہر ہے۔ کہ ہوم ممبر کی چند گھنٹوں کی ذاتی تحقیقات اور ان حکام سے ملاقات جو گولی چلانے کے ذمہ دار ہیں۔ ان لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکتی۔ جو آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور حکومت بمبئی کے لئے قطعاً یہ مناسب نہیں تھا۔ کہ رائے عامہ کو اس طرح ٹھکرا دے۔ اگر گولی چلانے کے ذمہ دار حکام حق بجانب ہیں۔ اور ہوم ممبر تھوڑی سی دیر کی ملاقات میں اس نتیجہ پر پہونچ چکے ہیں۔ کہ وہ حق بجانب ہیں۔ تو پھر آزادانہ تحقیقات کرانے میں حرج ہی کیا ہے۔

بے شک رعایا سے قانون کی پابندی کرانا۔ امن شکنی سے روکنا۔ اور فساد سے باز رکھنا حکام کا فرض ہے۔ اور اس بارے میں قانون کے اندر رہ کر وہ جو بھی مناسب اور ضروری کارروائی کریں حکومت کے لئے ضروری ہے۔ اس میں ان کی حمایت کرے۔ لیکن جب یہ عام احساس پایا جائے۔ جیسا کہ حادثہ کراچی کے متعلق پایا جاتا ہے۔ کہ حکام نے حزم و احتیاط سے کام نہیں لیا۔ اور اپنے اختیارات استعمال کرنے میں ضروری حدود کو قائم نہیں رکھا۔ تو حکومت کا فرض ہے۔ کہ خود بخود آزادانہ تحقیقات کرا کر اصل حقیقت پبلک پر واضح کرے۔ لیکن جب رائے عامہ تحقیقات کا مطالبہ کرے۔ تو حکومت کو ضرور اسے منظور کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ رعایا کی دادرسی اس کا اولین فرض ہے۔ حکام اس لئے مقرر نہیں کئے جاتے کہ جو چاہیں۔ کرتے رہیں۔ بلکہ ان کے تقرر کی غرض رعایا میں امن قائم رکھنا۔ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ اور مظلوم کو ظلم سے بچانا ہوتی ہے اگر کسی حاکم کے متعلق رعایا میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ بلکہ ظلم اور جبر کا مظاہرہ کیا ہے۔ تو اس احساس کو کچل کر مظلومین کو یہ خیال کرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہیئے۔ کہ حکومت کو ان کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں۔ وہ ان کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ اور وہ ہر حالت میں حکام کی حمایت کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ بلکہ حکومت کو غیر جانبدار ہو کر بے لاگ تحقیقات کرانی چاہیئے۔ اور پھر جو نتیجہ ہو۔ اسے رعایا کے سامنے رکھ دینا چاہیئے ہمارے نزدیک گورنمنٹ بمبئی نے حادثۂ کراچی کی تحقیقات کرانے کے لئے کمیٹی مقرر کرنے سے انکار کر کے دوراندیشی کا ثبوت نہیں دیا۔ اور رائے عامہ کی ایسی تحقیر کی ہے جو بآسانی فراموش نہیں کی جا سکے گی۔ چونکہ معاملہ ابھی گورنمنٹ ہند کے زیر غور ہے۔ اس لئے اسے چاہیئے۔ کہ تحقیقات کے لئے حکم نافذ کرے۔

اس بارے میں یہ اطلاع کسی قدر تسلی بخش ہے کہ حکومت ہند اس بیان سے متفق نہیں ہو سکی۔ جو حکومت بمبئی حادثہ کراچی کی خونریزی کے متعلق تحقیقات کرانے کی ضرورت نہ ہونے کے متعلق شائع کرنا چاہتی تھی اس صورت میں نہ صرف رائے عامہ کی تسلی اور اطمینان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ بلکہ حکومت کے مفاد کے لحاظ سے بھی یہ ضروری ہے۔ ورنہ ایسے المناک حادثہ کے بعد حکومت بمبئی کی وہ روش جو اس وقت تک اس نے اختیار کر رکھی ہے صاف طور پر یہ ظاہر کر رہی ہے۔ کہ مظلوم رعایا کے مقابلہ میں حکام کی حمایت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جس سے پبلک کے ہر طبقہ میں بے چینی پیدا ہونا یقینی امر ہے۔

قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا ناجائز استعمال

معزز معاصر "ٹربیون" کا اظہار رائے

روزانہ اخبار "ٹریبیون" نے جو ہندوؤں کا نہایت با اثر انگریزی اخبار ہے۔ اپنی ۵۔ اپریل کی اشاعت میں حسب ذیل ایڈیٹوریل نوٹ لکھا ہے۔

کریمنل لاء میں کسی ضابطہ کا اس قدر ناجائز استعمال نہیں کیا گیا۔ جیسا دفعہ ۱۴۴ کا۔ اس سلسلہ میں سب سے تازہ مثال ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کا وہ حکم ہے۔ جس کے ماتحت قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی۔ اور پبلک کو ہر قسم کی تقاریر اور مجالس سے روک دیا گیا۔ یہ امتناعی حکم کسی شخص کے نام نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی خاص مقام تک محدود تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس حکم کو اس طرح استعمال کیا جس طرح سڈیشن میٹنگ ایکٹ Seditions meetings Act استعمال کرنے کا منشاء ہے۔ یہ حکم ایسا خلاف قانون تھا۔ کہ ہائیکورٹ کو فیصلہ کرنا پڑا کہ یہ حکم نامعقول تھا۔ ایسے معاملات میں ہائیکورٹ پبلک کی تکلیف صحیح طور پر رفع نہیں کر سکتا۔ حکم خواہ خلاف قانون ہی ہو۔ پھر بھی اپیل کے مراحل اتنا وقت لے لیتے ہیں۔ کہ اس کے نفاذ کا زمانہ عموماً گزر رہتا ہے۔ امید ہے۔ کہ گورنمنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے نام ایسے احکام جاری کر دے گی۔ تاکہ اس دفعہ کا ناجائز استعمال بند ہو جائے۔ ایسی تجویز کے عملی نفاذ میں اگر کچھ دقتیں ہوں۔ یا یہ مناسب نہ سمجھا جائے۔ تب قانون میں ایسی تبدیلی ہونی چاہیئے۔ کہ اس سیکشن کو ناجائز طور پر استعمال نہ کیا جا سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

بدل دو اُن اصطلاحات کو جنکے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ہیں

گورنمنٹ جو کچھ کرنا چاہتی ہے کھلم کھلا کرے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ انسانی عادت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ اپنے

گردوپیش کی چیزوں کی نقل

کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے یا عیسائی بنا دیتے یا زرتشتی بنا دیتے ہیں۔ جیسے فطرت تو اسلام کی ہی ہوتی ہے۔ لیکن جونہی کہ وہ آنکھیں کھولتا اور اس کا دماغ باتیں سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ وہ گردوپیش کے حالات کی نقل کرنی شروع کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ ہوتے ہوتے اس کی فطرت اسلامیہ بالکل مٹ جاتی اور وہ یہودی۔ عیسائی یا مجوسی بن جاتا ہے۔ یہ نقل کا مادہ اپنے اندر بہت بڑی خوبی بھی رکھتا ہے۔ اور جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ بہت بڑے نقائص بھی رکھتا ہے۔ خوبی تو یہ ہے کہ نقل کے ذریعہ انسان دنیا میں بہت سے کام

عمدگی اور سرعت کیساتھ

کر سکتا ہے۔ اگر نقل کا مادہ نہ ہوتا۔ تو بہت تھوڑے کام کر سکتا۔ اگر ہم دنیا کے ہر امر میں تحقیق کرنے لگیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ ہم ساری عمر میں اتنا کام بھی نہیں کر سکتے۔ جتنا اب ایک مہینہ میں کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہم کھانا کھانے لگیں۔ تو پہلے اس بات کی تحقیق کریں۔ کہ آیا ہمارا معدہ بالکل خالی ہے یا نہیں۔ اور کیا ایسا تو نہیں کہ کچھ کھانا معدہ میں موجود ہو۔ اور ہم کھانے کے لئے بیٹھ گئے ہوں۔ ایسی حالت میں یا تو مثلاً معدہ کو دھلوا کر اس کا پتہ لگائیں۔ یا کسی ڈاکٹر کے پاس جائیں۔ اور اس سے دریافت کریں اب دیکھ لو۔ اگر ہم اس طرح کرنے لگیں۔ تو ہمارا سارا دن اسی کام پر لگ جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا سوال ہمارے سامنے یہ آئے گا۔ کہ ہمارے معدہ کے مناسب حال کونسی غذا ہے اور پھر اس وقت کونسی غذا ہمارے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ پھر ہم اس کی تحقیق میں لگ جائیں اور بہت سا وقت خرچ کریں۔ اس کے بعد کھانا کھاتے وقت تمام ذرائع کو استعمال کریں۔ جن کے ماتحت ہمیں معلوم ہو۔ کہ معدہ میں کس قدر غذا گئی ہے۔ اور کس قدر غذا کی ضرورت ہے۔ غرض اس طرح اگر

ہر امر کی تحقیق

شروع کر دی جائے۔ تو کھانا کھانے پر ہی ایک مہینہ لگ جائے۔ اتنی دیر زندہ کون رہ سکتا ہے۔ کہ وہ تحقیق کرتا رہے۔ یا کوئی شخص ہم سے بات کرنے لگے۔ تو ہم یہ تحقیق کرنے لگ جائیں۔ کہ اس کے گذشتہ حالات کیسے تھے۔ آیا یہ نیک ہے یا مشتبہ آدمی۔ پھر ہم اس کے وطن جائیں۔ اور اس کے حالات کی سراغرسانی کریں۔ اور دریافت کرتے پھریں۔ کہ یہ ہر دن اور ہر رات کہاں بسر کرتا ہے۔ اس طرح

ایک شخص کی زندگی کے حالات

معلوم کرنے کے لئے ہمیں دو چار سال کی ضرورت ہوگی۔ مگر ہم اس طرح نہیں کرتے۔ بلکہ یہ ہے دوسروں کے پاس چلے جاتے ہیں۔ اور ان سے دریافت کرتے ہیں۔ یہ کیسا آدمی ہے۔ وہ کہہ دیں کہ اچھا آدمی ہے۔ تو ہم اس پر اعتبار کر لیتے ہیں۔ اور جب وہ ملنے کے لئے آتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ ہمیں آپ کی ملاقات سے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ نے بہت عنایت فرمائی۔ جو ہمیں شرف ملاقات بخشا۔ چاہے پیچھے سے وہ چور یا ٹھگ ہی نکل آئے۔ ہم اس کے ملنے والوں یا اس کے دوستوں کی بات مان لیتے ہیں۔ اور اگر ہم ہر ملنے والے کے متعلق تحقیق کرنے لگیں۔ تو ہماری عمر ختم ہو جائے مگر تحقیق مکمل نہ ہو۔ یا مثلاً سانس آنے لگے۔ تو ہم سانس روک کر کھڑے ہو جائیں۔ اور کہیں کہ پہلے ہم خوردبین منگواتے ہیں۔ اور دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کمرے کی ہوا اس وقت کیسی ہے۔ آیا اس میں

کوئی مہلک جراثیم

تو موجود نہیں۔ تو ہمارا کیا حال ہو۔ ہم کبھی غور نہیں کرتے۔ کہ کمرے کی ہوا اچھی ہے یا بری۔ بلکہ سانس آپ ہی آپ آتا جاتا ہے۔ گویا ایک عادت ہے جو خدا تعالےٰ نے ہم میں پیدا کر دی۔ جونہی کہ بچہ پیدا ہوتا۔ اور اس کی چھاتیوں پر دباؤ پڑتا ہے۔ سانس جاری ہو جاتا ہے۔ پھر ہماری مرضی ہو یا نہ ہو۔ آپ ہی سانس آتا رہتا ہے۔ گویا اس کی وہی مثال ہو جاتی ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ

ایک بنیا کسی زمیندار کو برات میں لے گیا

اسے خیال آیا۔ کہ اس کے سسرال کنجوس ہیں اور اسے کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھلائیں گے۔ اس لئے ابھی سے کچھ نصیحت کرنی چاہیئے۔ تاکہ مشکلات پیش نہ آئیں۔ یہ سوچ کر وہ زمیندار سے کہنے لگا۔ حکماء کہتے ہیں۔ کہ کھانا کھاتے وقت پیٹ کے تین حصے کرنے چاہئیں۔ ایک روٹی کے لئے۔ ایک پانی کے لئے اور ایک سانس کے لئے۔ اس نے سمجھا۔ کہ شاید اس کے سسرال اگر اسے کچھ تھوڑا کھلائیں۔ اور اس کے معدہ کا تیسرا حصہ خالی رہے۔ تو کچھ شرم رہ جائے۔ وہ زمیندار کہنے لگا۔ میرا طریق تو یہ ہے۔ کہ ناک تک پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں۔ پانی آپ ہی راہ بنا لے گا۔ اور سانس آئے نہ آئے اس کی پروا نہیں۔ اگر بھوکے رہے تو سانس لے کر کیا کرنا ہے۔ درحقیقت اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ سانس آتا ہی رہے گا۔ کیونکہ سانس آنے جانے کی اللہ تعالےٰ نے انسان میں ایک عادت پیدا کر دی ہے۔ روٹی کیوں کم کھائی جائے۔ تو اللہ تعالےٰ نے

بعض چیزوں کی انسان کو عادت

ڈال دی ہے ہم سو رہے ہوتے ہیں۔ اور ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ مگر سانس برابر جاری ہوتا ہے اور دل و دماغ اپنے اپنے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اب اگر دل کو ہاتھ سے پکڑ کر کوئی شخص بیٹھ رہے۔ تو ایک منٹ میں وہ اپنا کام ختم کر دے گا۔ یا کوئی شخص کسی کا سانس روک دے تو تھوڑے عرصہ میں ہی سانس آنے جانے کی عادت ختم ہو جائے گی۔ تو بہت سی چیزیں دنیا میں عادت یا دوسروں پر اعتبار کرنے سے چلتی ہیں۔

جسم کی اندرونی حرکات

عادت پر اور جسم سے باہر کے کام اعتبار پر چلتے ہیں۔ ہمیں بعضوں پر اعتبار ہوتا ہے۔ اور ہم جھٹ ان کی بات بغیر تحقیق کے مان لیتے ہیں۔ بعض پر اعتبار نہیں ہوتا۔ تو ہم فوراً بغیر تحقیق کئے ان کی بات کو رد کر دیتے ہیں۔ ایک ایسا شخص جس کے متعلق ہمیں معلوم ہو۔ کہ وہ اکثر جھوٹ بولا کرتا ہے اگر ہمارے پاس آکر کہتا ہے کہ فلاں بات یوں ہوئی۔ تو ہم بغیر تحقیق کئے اسے جھوٹ قرار دے دیتے ہیں۔ پھر ایک اور شخص ہمارے پاس ایسا آتا ہے جسے سچ بولنے کی عادت ہے۔ اور ہمیں اسے سچا سمجھنے کی عادت ہو گئی ہے۔ اور وہ بتاتا ہے کہ بات یوں ہوئی۔ تو ہم کہہ دیتے ہیں ٹھیک ہے۔ حالانکہ ہم اس کی بات کی تحقیق نہیں کرتے۔ تو اعتبار بھی درحقیقت ایک عادت کا نام ہے۔ کیونکہ جس پر اعتماد ہو۔ اس کی بات کی تحقیق کی ضرورت ہم نہیں سمجھتے۔

ایک ایسے آدمی کے پاس چلے جاؤ۔ جو آرام سے اپنے خیال میں مگن بیٹھا ہو۔ اور تیزی سے انگلی اس کے پیٹ کی طرف لے جاؤ۔ تو وہ فوراً کانپ جائے گا۔ فرض کرو جس کے پیٹ کی طرف ہنسی مذاق میں تم تیزی سے اپنی انگلی لے جاتے ہو۔ وہ

تمہاری بیوی

ہے۔ اور تم اس کے خاوند ہو۔ یا وہ تمہارا بیٹا ہے۔ اور تم اس کے باپ ہو۔ یا وہ تمہارا بھائی یا دوست ہے۔ یا اور کوئی قریبی تعلق رکھنے والا ہے۔ مگر تم اس کے پیٹ کی طرف تیزی سے انگلی لے جا کر دیکھ لو۔ وہ فوراً پیچھے کو ہٹے گا۔ اس لئے کہ

انسانی جسم

کو یہ عادت ہے۔ کہ وہ حملے سے بچنا چاہتا ہے

276

خواہ تمہارا کتنا ہی گہرا دوست ہو۔ اور آپ تم پر اعتبار بھی ہو۔ یہ نہیں ہوگا کہ وہ کھڑا رہے۔ بلکہ اگر انگلی تم اس کی آنکھ کے پاس جلدی سے لے جاؤ گے۔ تو اس کی آنکھ جھپک جائے گی۔ اور سر پیچھے کی طرف جھک جائے گا اور اگر پیٹ کی طرف لے جاؤ گے۔ تو وہ کانپ کر پیچھے ہٹ جائے گا۔ چاہے حقیقت سے آگاہ ہو کر وہ تھوڑی دیر کے بعد ہنس پڑے۔ مگر فوری طور پر وہ گھبرا جائے گا۔ کیونکہ انسانی جسم کو یہ عادت ہے۔ کہ وہ

حملہ کا دفاع

کرتا۔ اور اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھتا ہے۔

تو اللہ تعالےٰ نے انسانی فطرت میں یہ بات رکھی ہے۔ کہ وہ دوسروں کی نقلیں کرتا۔ اور گردوپیش کے حالات کے مطابق اپنے آپ کو بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ایک نصیحت کر دی ہے۔ اور وہ یہ کہ تم نے نقل تو کسی کی ضرور کرنی ہے۔ آؤ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تم بجائے ہر ایک کی نقل کرنے کے

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نقل

کیا کرو۔ کیونکہ جب تم نے نقال بننا ہے اور اس کے بغیر تم گزارہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر بات کی تم تحقیق کرو۔ تو ضروری ہے کہ تم دوسروں کے پیچھے چلو۔ اور جس طرح وہ کام کرتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی کرو۔ اور درحقیقت انسان کی زندگی کے افعال میں سے ننانوے فیصدی وہ افعال ہوتے ہیں۔ جو دوسروں پر اعتبار کر کے کئے جاتے ہیں۔ اور ایک فیصدی بلکہ اس سے بھی کم وہ افعال ہوتے ہیں جنہیں ذاتی تحقیق کے بعد انسان سرانجام دیتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ میں مبالغہ نہیں کرتا۔ اگر میں یہ کہوں۔ کہ

عام انسان کے افعال

میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے ایسے ہوتے ہیں۔ جو نقل کے ماتحت کئے جاتے ہیں۔ اور ایک کام وہ اپنی ذاتی تحقیق کے ماتحت سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔ اس وقت جو میں باتیں کر رہا ہوں۔ اگرچہ سوچ سمجھ کر کر رہا ہوں۔ مگر میرا دل جو کچھ کر رہا ہے اس میں میرے ارادہ کا دخل نہیں۔ میرے اعضاء کی جو حرکات ہیں۔ ان میں میرے ارادہ کا دخل نہیں میرے جسم میں جو خون دورہ کر رہا ہے۔ یہ کسی میرے حکم کے ماتحت نہیں۔ بلکہ آپ ہی آپ ایک عادت کے مطابق ہو رہا ہے۔ میرے جسم کا ذرہ ذرہ اس وقت چیزوں کو محسوس کر رہا ہے۔ مگر اس احساس میں میرا دخل نہیں یہ

اعضاء کا کام

ہے۔ جو وہ خود بخود کر رہے ہیں۔ میں اپنے جسم کے ان افعال کے نتیجہ میں ایک اثر تو قبول کر لیتا ہوں۔ مگر اس کی تمام جزئیات سے واقف و آگاہ نہیں ہوتا۔ اس لئے میرے نزدیک ننانوے ہزار نو سو ننانوے کام انسان سے بلا ارادہ سرزد ہوتے ہیں۔ اور لاکھ میں سے ایک سوچ سمجھ کر ہوتا ہے۔ باقی سب نقل کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ممکن ہے۔ کوئی خیال کرے۔ کہ اگر ہم

تمام کام نقل کے ماتحت

کرتے ہیں۔ تو ہم کامیاب کیونکر ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر ہم اچھے کام کرنے والوں کی نقل کرتے ہیں۔ اور انہوں نے آگے اچھے کام کرنے والوں کی نقل کی ہوئی ہوتی ہے۔ اور پھر انہوں نے آگے اچھے کام کرنے والوں کی نقل کی ہوئی ہوتی ہے۔ تو ہم کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ اس صورت میں باوجود اس کے کہ ننانوے ہزار نو سو ننانوے کام نقل کے مطابق ہوتے ہیں جب ہم اچھے کام کرنے والوں کی نقل کرتے ہیں۔ تو ننانوے ہزار نو سو نوے کام ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اور دس غلط۔ لیکن اگر ہم بُرے کام کرنے والوں کی نقل کرتے ہیں۔ تو ننانوے ہزار نو سو نوے کام غلط ہو جاتے ہیں۔ اور دس ٹھیک۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے

نقل را عقل باید

یعنی نقل کرنے کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے

غرض اللہ تعالےٰ نے ہمیں کامیابی کا گر یہ بتایا ہے۔ کہ جب تم نے دنیا میں نقل ہی کرنی ہے۔ تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نقل کرو کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کی نقل نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے اعمال پر اپنے فعل کو جاری کیا۔ اس لئے وہ کسی بندہ کی نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی نقل ہوتی ہے۔ اور انسان اس نقل میں تمام قسم کے خطرات اور خدشات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ہاں

نبی کی سب سے بڑی ضرورت

ہوتی ہے۔ کہ دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کی نقل کرتا ہے۔ سوائے نبی کے۔ کیونکہ نبی اگر عقل سے کام لینے کے نتیجہ میں بنتا۔ تو وہی شخص نبی ہو سکتا جو شاید ننانوے ہزار سال کی عمر پاتا۔ تمام دنیا کے حالات پر کامل غور و فکر کرنے کے بعد لوگوں کے لئے اپنا نمونہ قائم کرتا۔ مگر نبی تو بنتا ہے منٹوں میں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اسے کہہ دیتا ہے۔ کہ آج سے تیرے سب کام ہمارے قبضہ میں ہیں۔ گویا وہی کام جو انسان اگر کرنے لگے۔ تو ہزاروں لاکھوں سال درکار ہوں۔ انہیں خدا ایک سیکنڈ میں کر دیتا ہے۔ اور کہہ دیتا ہے۔ آج سے تم ہماری نگرانی میں آ گئے۔ اب تمہارے سارے افعال ہمارے قبضہ میں ہیں۔ پس نبوت ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ نقل کے بغیر چارہ نہیں۔ اور عقل کے ذریعہ سے کامل ہونے کے لئے لاکھوں سال کی ضرورت ہے۔ جو کسی انسان کو میسر نہیں آ سکتے۔ ان حالات میں ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا شخص بھیجے۔ جس کے اعمال زمانہ کے ماتحت نہ ہوں۔ بلکہ

خدا تعالیٰ کی حفاظت کے نیچے

ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کے لئے کسی لمبی میعاد کی ضرورت نہیں۔ وہ تو کُنْ کہتا ہے۔ اور کام ہو جاتا ہے۔

غرض اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ جب تم نے نقل ہی کرنی ہے۔ تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نقل کیا کرو۔ مگر لوگوں میں یہ ایک مرض ہے۔ کہ وہ اچھا نمونہ ملنے کے باوجود پھر

ظاہری آن بان والوں کی نقل

کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمونہ پر جب ایک عرصہ گزر گیا۔ اور لوگوں کی نظروں سے آپ کا اسوہ اوجھل ہو گیا۔ تو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج دیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز بنایا گیا اس وجہ سے آپ کے اسوہ پر چلنا آپ کی نقل نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی نقل ہے۔ پس

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ

ہمارے سامنے ہے۔ اصلی بھی۔ اور بروزی بھی لیکن کمزور لوگ پھر بھی دوسرے رستوں پر چل پڑتے ہیں۔

میں نے ہمیشہ اپنی جماعت کو بتایا ہے۔ کہ تم دوسری قوموں کی نقل نہ کرو۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ جماعت پھر بھی احتیاط نہیں کرتی۔ میں نے دیکھا ہے۔ جب میں کسی راستہ سے گزر رہا ہوں۔ تو آگے

ہٹو ہٹو راستہ دو۔

کی آوازیں بلند ہوتی جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ان لوگوں نے کسی نواب یا حاکم کو چلتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو اس کی نقل کرنی شروع کر دی۔ مگر ہر چیز ہر ایک کو سجا نہیں کرتی۔ اگر ایک چھوٹے سر والے آدمی پر ایک بڑے سر والے کا کلاہ رکھ دیا جائے۔ تو اسے اچھا نہیں بلکہ بدنما معلوم ہوگا۔ اور اس سے اس کی عزت نہیں بڑھے گی۔ بلکہ ذلت ہوگی۔ اور لوگ تمسخر کریں گے اسی طرح نبیوں کے تابعین کا لباس اگر دنیاداروں کو پہنایا جائے۔ یا دنیاداروں کا لباس نبیوں کے تابعین کو پہنا دیا جائے۔ تو یہ بھی برا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ ایک مضبوط ڈیل ڈول والے آدمی کو چار یا پانچ برس کے بچے کا لباس پہنا دیا جائے۔ وہ آدمی اگر بچے کی قمیص اپنے جسم پر پہننے لگے گا۔ تو اس کی بانہیں پھٹ جائیں گی۔ اور کرتا گلے میں لٹک کر رہ جائے گا۔ پاجامہ پہنے گا۔ تو اول تو وہ پھٹ جائے گا۔ اور اگر کچھ کھلا بھی ہو۔ تب بھی جانگیئے سے چھوٹا ہوگا۔ نیچے سے لاتیں اور اوپر سے دھڑ ننگا رہے گا۔ اور معمولی سا کپڑا گلے۔ اور لاتوں میں پھنسا ہوا نظر آئیگا جسے دیکھ کر ہر کوئی نفرت کرے گا۔ اور ہنسے گا۔

یہی حال انبیاء کی جماعتوں اور دنیاداروں کا ہوتا ہے

انبیاء کی جماعتیں

دیو کی طرح ہوتی ہیں۔ اور دنیاداروں کی جماعتیں چھوٹے بچے کی طرح ہیں۔ جس طرح ایک بڑی عمر والا آدمی چھوٹے بچے کا لباس پہن کر مضحکہ خیز صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح تم دنیا کی اور قوموں کی نقل کر کے اپنے سلسلہ کو

لوگوں کے لئے سُخریہ

بناتے ہو۔ جہاں کی مٹی ہو۔ وہیں لگا کرتی ہے جو خدا تعالےٰ کی چیزیں ہوں۔ وہ خدا تعالےٰ کے بندوں پر چسپاں ہوں گی۔ اور جو دنیا کی چیزیں ہوں گی وہ دنیاداروں پر چسپاں ہوں گی پھر

زیادہ ذلت

یہ ہوگی۔ کہ ہم بجائے کسی اچھی چیز کی نقل کرنے کے ایسی باتوں کی نقل کرنے والے ہوں گے جو اسلام کے خلاف ہوں گی۔ ہمیں تو خدا تعالےٰ نے دنیا میں عقلیں قائم کرنے اور نقلوں کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ نہ کہ

دنیاداروں کی نقل

کرنے کے لئے۔

پس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے تمام کاموں میں شریعت کی پیروی کیا کریں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کیا کریں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے مجھے

ایک کاغذ

دکھایا گیا۔ میں نے تو اتنا ہی دیکھا۔ کہ اس کاغذ پر اسی قسم کا نقشہ تھا جیسے فارموں وغیرہ پر ہوتا ہے۔ مگر بتلانے والے نے بتایا۔ کہ یہ ایک آنہ پر بکتا ہے۔ اور معلوم ہوا۔ کہ ہماری لوکل انجمن نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ انہوں نے سرکاری اسٹامپ دیکھے۔ تو خیال آیا۔ کہ ہم بھی ایک کاغذ بنا کر اس کی کچھ قیمت مقرر کر دیں۔ کہتے ہیں

کوا ہنس کی چال چلا

اور وہ اپنی چال بھی بھول گیا۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر یہ ضرور کہوں گا۔ کہ ہنس کوے کی چلا۔ اور اپنی چال بھی بھول گیا۔ ہمیں دنیوی گورنمنٹوں سے بھلا واسطہ ہی کیا ہے۔ کہ ہم ان کی نقل کریں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قسم کی فارمیں کبھی نہیں بنائیں۔ پھر دشمن کو اعتراض کا خواہ مخواہ موقع دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اسی قسم کی باتوں کے نتیجہ میں دشمن کو حرف گیری کا موقع ملتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ خبر نہیں یہ کیا چیز بنا رہے ہیں۔ کرنے والا کوئی ہوتا ہے اور بدنام سلسلہ ہوتا ہے۔

لوکل کمیٹی والوں کی مثال

بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے گورداسپور میں ایک بڑھا شخص رہا کرتا تھا۔ لمبا سا قد اور بڑی سی ڈاڑھی تھی۔ عرائض نویس یا نقل نویس تھے۔ ان کا طریق تھا جب کسی دوست کو دور سے دیکھتے تو بجائے السلام علیکم کے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتے۔ اور جب پاس پہنچتے۔ تو اس کے انگوٹھے پکڑ کر اللہ اکبر کہنے لگ جاتے اور ساتھ ساتھ اچھلتے بھی جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اکثر ملنے کے لئے آجاتے تھے۔ انہیں بھی ہمارے

لوکل کمیٹی کے پریذیڈنٹ

کی طرح نقل کا شوق تھا۔ وہ غریب چونکہ روز مثلوں کا نام سنا کرتے۔ اس لئے ان کا بھی دل چاہتا کہ میں مجسٹریٹ بنوں۔ اور مثلیں لانے کا آرڈر دیا کروں۔ مگر چونکہ یہ ہوس پوری نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے گھر میں نمک کی مثل۔ گھی کی مثل۔ مرچوں کی مثل اور ایندھن کی مثل بنا رکھی تھی۔ جب وہ دفتر سے فارغ ہو کر گھر آتے۔ تو ایک گھڑا الٹا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ بیوی کہتی نمک چاہئے وہ بیوی کو مخاطب کرکے کہتے۔ ریڈر فلاں مثل لاؤ۔ بیوی مثل لے آتی۔ اور وہ اسے پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر غور کرتے۔ پھر کہتے اچھا اس میں درج کیا جائے۔ کہ ہمارے حکم سے اتنا نمک دیا جاتا ہے۔

ایک دن اس بیچارے کی بدقسمتی سے کچہری میں سے کچھ مثلیں چرائی گئیں۔ تحقیق شروع ہوئی۔ تو اس کا ایک ہمسایہ کہنے لگا۔ سرکار مجھے انعام دے تو میں مثلوں کا پتہ بتا سکتا ہوں۔ اسے کہا گیا۔ اچھا بتاؤ۔ اسے چونکہ وہ ہمسایہ کے گھر سے مثلوں کا ذکر سنائی دیتا تھا۔ اس نے جھٹ اس بوڑھے کا نام لے دیا۔ اب پولیس اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ اس کے گھر کے گرد جمع ہو گئی۔ اور تلاشی شروع ہوئی۔ مگر جب

مثلوں کی برآمد

ہوئی۔ تو کوئی نمک کی مثل نکلی۔ کوئی گھی کی۔ اور کوئی مرچوں کی۔

یہی نظارہ میں آجکل یہاں دیکھتا ہوں۔ ہمارے کچھ دوست یہ سمجھ کر کہ مغربی چیزیں بڑی اچھی ہیں۔ ان کی نقل کرنی شروع کر دیتے ہیں شوقیہ کاغذ پر بلاوے کی بجائے سمن لکھ دیتے ہیں۔ اس پر جھٹ گورنمنٹ کو فکر پڑ جاتی ہے کہ یہ

پیرالل گورنمنٹ قائم ہو رہی ہے

اور وہ جاسوس چھوڑ دیتی ہے۔ مگر ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ کہ ایک رقعہ کچھ غلطی سے سمن لکھ دیا گیا تھا۔ یا ایک ناواقف نے اسٹامپ کی نقل کرتے ہوئے کاغذ کی قیمت ایک آنہ رکھ لی۔ نقالیں کرنے والا تو اپنے عمل سے انگریزوں کی تعریف کرتا ہے۔ مگر وہ الٹا اسے اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ اپنی نقل کرنے کی اجازت دینا بھی بڑے حوصلہ والوں کا کام ہوتا ہے۔ یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کام تھا۔ کہ آپ نے ساری دنیا کو کہا۔

آؤ۔ اور میری نقل کر لو

انگریزوں میں یہ حوصلہ نہیں۔ کہ اپنے کاموں کی دوسروں کو نقل کرنے دیں۔ پس یہ حوصلے والوں کا کام ہوتا ہے۔ کہ وہ کہیں۔ کرو ہماری نقلیں۔ مگر یہاں تو ان بیچاروں کو سمن کا لفظ لکھنے سے ہی گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ یا کسی نے مدعی کا لفظ لکھ دیا۔ تو اس پر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ عربی کا ہے۔ اور ہمارا ہے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ انہوں نے یہ لفظ تو ہم سے لیا۔ اپنے گھر سے نہیں دئے۔ مگر اب ہم پر ہی اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ کہ تم اسے کیوں استعمال کرتے ہو۔ لیکن میں کہتا ہوں اس جھگڑے سے فائدہ کیا؟ جھگڑا

ایک ذلیل چیز

ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ پھر ہمارے لئے تو ان اصطلاحات کو چھوڑنا اس لحاظ سے بھی واجب ہے۔ کہ ہمیں خدا تعالے نے کہا ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نقل کرو۔ اور کسی کی نقل نہ کرو۔ پس تمہاری مثال تو اس وقت بالکل ایسی ہی ہے جیسے بچے بعض دفعہ بھول کر کسی اور عورت کی گود میں چلا جاتا ہے۔ وہ ناک چڑھاتی اور نفرت کی نگاہ سے اسے دیکھتی ہے اتنے میں اس کی اپنی ماں اسے دیکھ لیتی ہے اور وہ پیار سے کہتی ہے۔ میرے بچے آجا یہیں تم اس وقت جس کو ماں سمجھ کر اس کی گود میں بیٹھنے کے لئے جاتے ہو۔ وہ تمہاری ماں نہیں۔ تمہاری ماں تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کی گود میں بیٹھو۔ پھر تمہیں کوئی شخص کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پس

بدل دو ان الفاظ کو

جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے ہیں۔ بدل دو ان اصطلاحات کو جنکے متعلق لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ ہماری ہیں۔ تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ان الفاظ کو استعمال کرو۔ جو تمہارے ہیں۔ اور دوسرا کوئی شخص ان پر قبضہ نہیں کر سکتا بھلا کیا ضرورت ہے۔ ہمیں مدعی یا مدعا علیہ کہنے کی۔ حدیثوں میں کہیں اس قسم کے الفاظ نہیں آتے بیشک فقہاء نے ان الفاظ کو استعمال کیا۔ مگر ہمیں فقہاء کی نقل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نقل کرنے کا حکم ہے۔ حدیثوں سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے۔ کہ ایک شخص نے شکایت کی۔ اور جس شخص کے خلاف شکایت کی گئی تھی۔ اسے بلا کر دریافت کیا گیا۔ اسی طرح لکھا جا سکتا ہے کہ زید نے شکایت کی اور بکر نے یوں کہا۔ نہ مدعی کا لفظ لکھو نہ مدعا علیہ کا نہ پیرالل گورنمنٹ کا کوئی الزام لگائے۔ اور نہ سی۔ آئی۔ ڈی والے دھکے کھاتے پھریں۔ ان کو الگ تکلیف ہے۔ اور تم کو الگ۔ بلکہ تم پر خدا تعالے کی بھی ناراضگی ہوگی۔ اور وہ کہیگا۔ دوسروں کی بغل میں گھس کر تم نے کیا لیا۔

پس میں

جماعت کے لوگوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اصطلاحات کے استعمال میں اسلامی شریعت کی نقل کریں۔ نہ کہ دنیا کی دوسری قوموں کی۔ اور جماعت کو خواہ مخواہ بدنام نہ کریں حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی ایک دفعہ حواریوں سے کہیں کہہ دیا۔ کہ تلواریں خریدو۔ تو جھٹ ان کے خلاف شکایت کی گئی۔ حالانکہ اس وقت حکومت نے تلواریں رکھنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ مگر شکایت پر حکومت ان کے حالات کرید کرید کر دریافت کرنے لگی۔ اس پر حضرت مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا۔ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ اور تلواروں کو جانے دو۔ تو چھوٹی چھوٹی چیزوں پر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے تمہیں کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ فارمیں بناؤ۔ اور حکومت کے دل میں شبہ پیدا کرو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ لوگوں کے معمولی جھگڑوں کا ہم آپس میں تصفیہ کرا دیتے ہیں۔ مگر یہ اس لئے کہ گورنمنٹ خود کہتی ہے۔ جن امور میں پولیس کی دخل اندازی ضروری نہ ہو۔ ان میں آپس میں فیصلہ کر لینے کی اجازت ہے۔ اور اس سے کوئی شخص روک نہیں سکتا۔ پس شوق سے جھگڑوں کا فیصلہ کرو۔ مگر یہ احتیاط رکھو۔ کہ وہ الفاظ استعمال نہ کرو۔ جن کو گورنمنٹ استعمال کرتی ہو۔ عربی کے لفظ لو۔ اور ان کو استعمال کرو۔ بلکہ عربی کے جو الفاظ انہوں نے لے لئے ہیں۔ انہیں بھی ترک کر دو۔ ان لفظوں کے بغیر جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کام چلتا تھا۔ تو اب کیوں نہیں چل سکتا۔ ایسی نقل تو وہی شخص ضروری سمجھے گا۔ جس کے دل میں کبر ہو۔ مگر

اللہ تعالےٰ کو کبر پسند نہیں۔

وہ نہیں چاہتا۔ کہ تم نقل کرکے یہ بتاؤ۔ کہ تم بھی کچھ شان رکھتے ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ شان کوئی نہیں تم سب ہمارے غلام ہو۔

پس بجائے شان دکھانے کے اللہ تعالے کے غلام بن جاؤ۔ پھر کوئی شخص تم پر حرف گیری نہیں کر سکتا۔

اس موقعہ پر میں

حکومت کو بھی نصیحت

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ جو کچھ کہتی ہے۔

ان پر عمل کرے۔ جب یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ کہا کرتی ہے۔ معمولی جھگڑوں کو آپس میں طے کر لینا چاہیئے۔ اور جو تنازعات قابل دست اندازی پولیس نہ ہوں۔ ان میں خود بخود فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ عدالتوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ تو پھر یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ کہ ان جھگڑوں کا تصفیہ کرنے کا نام پیرالل گورنمنٹ رکھا جائے اگر ایسا کیا جائے۔ تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ گورنمنٹ مونہہ سے کچھ اور کہتی ہے۔ اور اس کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ مونہہ سے تو وہ یہ کہتی ہے کہ ہمارا معمولی جھگڑوں سے کیا واسطہ۔ جو جھگڑے قابل دست اندازی پولیس نہ ہوں۔ ان کا فیصلہ بیشک لوگ خود کریں۔ مگر دل میں اس کے یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ معمولی جھگڑوں کا بھی آپس میں فیصلہ نہ کریں۔ کیونکہ یہ پیرالل گورنمنٹ کا قیام ہے۔ گورنر کے بعد گورنر آفیسرز کے بعد آفیسرز ہندوستان میں آئے۔ اور زور دے کر کہتے ہیں۔ کہ ہندوستانی لوگ مقدمہ باز ہیں۔ یہ آپس میں کیوں جھگڑوں کا فیصلہ نہیں کرتے لیکن جب اس کے مطابق ایک جماعت کھڑی ہوتی اور وہ کہتی ہے۔ انگریز سچے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا دل سے کہا اور خیرخواہی کو مدنظر رکھ کر کہا۔ ہم ان کے فرمان کے مطابق

معمولی جھگڑے

خودبخود طے کر لیا کریں گے تو جھٹ جاسوس چھوڑے جاتے ہیں کہ یہ پیرالل گورنمنٹ قائم کی جا رہی ہے۔ اس کا انسداد کرنا چاہیئے۔ ہمارے نزدیک تو وہ انگریز راستباز ہیں۔ جنہوں نے کہا۔ کہ ہندوستانیوں میں مقدمہ بازی کی عادت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور اس کا علاج یہ ہے۔ کہ آپس میں فیصلہ کر لیا کریں۔ مگر یہ مقامی حکام جو جاسوسیاں کرتے پھرتے ہیں ان کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ فتنہ و فساد پر آمادہ ہیں۔ خطبہ کے بعد میری نظر سے ایک اخبار گذرا۔ جس میں درج ہے کہ گجرات کے ایک پٹواری کو ہز ایکسی لینسی گورنر پنجاب نے ایک خاص خوشنودی کی سند بھجوائی ہے۔ کیونکہ

وہ پچیس سال سے گاؤں کے جھگڑے گاؤں میں ہی طے کرا دیا کرتا تھا۔

ہز ایکسی لینسی کا تو یہ رویہ ہے کہ وہ اس شخص کو جو لوگوں کو عدالتوں کے اخراجات سے بچاتا تھا۔

سند خوشنودی

دیتے ہیں۔ مگر ان کے ماتحتوں کا یہ رویہ ہے کہ وہ ایک ویسا ہی کام کرنے والی جماعت کی جاسوسیاں کرتے اور اسی کام کی وجہ سے اس کے خلاف رپورٹیں کرتے ہیں۔ اور ناواجب ذرائع سے بغیر اس کے کہ انہیں صفائی پیش کرنے کا موقع دیں۔ ان کے خلاف بزعم خود مواد جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ایک ہی کام کے لئے ایک کو خوشنودی کی سند دی جاتی ہے اور دوسرے کی

پچاس سالہ خدمات پر پانی پھیر دیا جاتا ہے

اور اسے ظالمانہ طور پر بدنام کیا جاتا ہے۔ ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔ کہ معزز انگریز تو یہ کہیں کہ ہندوستانیوں میں مقدمہ بازی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ مقدمہ بازی بہت بڑھی ہوئی ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ وہ بجائے عدالتوں میں جانے کے گھروں میں فیصلہ کر لیا کریں۔ مگر جب ہم ان کی بات مان کر گھروں میں جھگڑوں کا تصفیہ کرنے لگیں تو یہ پیرالل گورنمنٹ بن جائے۔ اگر

معمولی جھگڑوں کا گھر میں فیصلہ

کرنے کا نام ہی پیرالل گورنمنٹ ہے تو حکومت وضاحت سے اس کے متعلق اعلان کر دے۔ ہم اسی وقت یہ کام چھوڑ دیں گے۔ مگر ادھر یہ بھی جرأت نہ کرنی تاکہ ملک میں شور نہ پیدا ہو۔ اور ادھر چپکے چپکے ہمارے خلاف کارروائیاں کرنا اور خفیہ سرکلر جاری کرنے انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ گورنمنٹ اگر فوری طور پر اعلان نہیں کر سکتی تو وہ ایک میٹنگ کرے۔ اور اس میں فیصلہ کرے کہ

پیرالل گورنمنٹ کس چیز کا نام ہے؟

پھر اگر وہ یہ فیصلہ کر دے۔ کہ رعایا میں سے کسی کو اتنا حق بھی حاصل نہیں کہ وہ امور جو ناقابل دست اندازی پولیس ہوں۔ ان میں فیصلہ دے سکے اور جھگڑوں کو باہم نپٹا سکے۔ تو اس کے بعد اگر ہم کوئی مقدمہ سنیں تو بے شک پیرالل گورنمنٹ کا الزام ہم پر لگ سکے۔ لیکن اگر وہ یہ فیصلہ کرنے کی جرأت تو نہ کرے۔ مگر الزام بدستور قائم رکھے۔ تو وہ سمجھ لے کہ یہ امر اس کی نیک نامی نہیں۔ بلکہ بدنامی کا موجب ہوگا اور لوگ سمجھیں گے۔ کہ

وہ ظالم ہے اور ہم مظلوم

پھر ہمارے معاملہ میں تو گورنمنٹ کو کوئی دقت ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کی جائے۔ پس جس دن وہ اعلان کر دے گی۔ اسی دن ہم اس کی بات مان لیں گے۔ لیکن ہمارے اس اعلان کے باوجود کہ ہم گورنمنٹ کی ہر وقت اطاعت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر حالت یہ ہو کہ حکومت پنجاب کے اعلیٰ افسر لاہور میں بیٹھے ہوئے تو کہدیں۔ کہ گورداسپور کے فلاں فلاں افسروں سے کہدیا گیا ہے کہ وہ فلاں فلاں آدمیوں سے کام نہ لیں۔ اور

احمدیوں کے خلاف جاسوسی نہ کرائیں

مگر گورداسپور کے وہ افسران لوگوں کو بدستور ہفتہ میں دو دو بار ملاقات کا موقعہ دیں اور گھنٹوں ان سے سرگوشیاں کریں۔ تو اسے ہم کیونکر انصاف کہہ سکتے ہیں۔ آخر کیوں ان افسروں کو سزا نہیں دی جاتی جو باوجود اعلیٰ حکام کی ہدایات کے ان کارروائیوں سے باز نہیں آتے ہم سے کہا جاتا ہے۔ کہ ہم نے اس طریق کو روک دیا۔ اور حکام کو سمجھا دیا ہے کہ وہ اپنی روش میں تبدیلی کریں۔ مگر وہاں برابر ممنوع لوگ جاتے ہمارے کاغذات چرائے جاتے۔ اور ہمارے خلاف خفیہ اجلاس ہوتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے بارہا کہا ہے۔ گورنمنٹ دلیری سے کہدے کہ اس قسم کے جھگڑوں کا تصفیہ کرنا قانون کے خلاف ہے۔ آئندہ مت فیصلے کیا کرو۔ ہم نہیں کریں گے۔ آخر وجہ کیا ہے کہ وہ اس قسم کا اعلان نہیں کرتی۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ جب تک ہم اس ملک میں رہیں گے۔ گورنمنٹ کی اطاعت کریں گے اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی اطاعت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ تو اس کے لئے اس قسم کے اعلان میں دقت ہی کیا ہے گر ایسا اعلان بھی نہیں کیا جاتا ہے اور برابر ہمارے خلاف کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ جو ہمارے دلوں میں یہ شبہ پیدا کرتی ہیں۔ کہ خفیہ طور پر ہمارے سلسلہ کے خلاف ریکارڈ جمع کیا جا رہا ہے تا کہ الزام بھی لگ جائے اور ہم تردید بھی نہ کر سکیں۔ انصاف تو یہ ہے کہ یا اس طریق کو بند کیا جائے۔ یا نالش کر کے الزام ثابت کیا جائے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ نالش کر کے ہم پر الزام ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ تو وہ نالش نہ کریں۔ یونہی کہہ دیں۔ کہ ایسا نہ کرو ہم نہیں کریں گے مگر ادھر یہ جرأت نہ کرنا اور ہم پر مقدمہ نہ چلانا۔ اور ادھر یہ ہونا کہ خفیہ طور پر لوگ آ رہے ہیں اور مثلیں تیار ہو رہی ہیں۔ ایسی بات ہے جسے کوئی شخص پسند نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ لوگ جو اس وقت

پنجاب کے اعلیٰ افسر

ہیں۔ اگر ان کے سامنے بھی یہ بات رکھی جائے تو وہ بھی اس بات کو کبھی پسند نہیں کریں گے۔ اسی لئے میں اس خطبہ کے ذریعہ ایک طرف تو اپنی جماعت سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ چھوڑ دو ان اصطلاحات کو جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ہیں۔ اور ان کی نقلیں نہ کرو۔ اور ادھر گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو طریق اس ضلع کے بعض افسروں نے اختیار کر رکھا ہے وہ اچھا نہیں۔ ہم گورنمنٹ کا مقابلہ نہیں کرتے۔ بلکہ مذہبی طور پر اس کی اطاعت ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر وہ سمجھتی ہے۔ کہ ہمارا فلاں طریق صحیح نہیں تو علی الاعلان اس کا اظہار کر دے۔ اور اگر اس کا منشا ہمیں قید کرنا ہے تو مقدمہ چلائے اور ہمیں قید کرے۔ مگر اس طریق کو رد کرے جو

اخلاقی طور پر نہایت ہی معیوب ہے

یعنی ایک طرف تو مقدمہ نہ چلایا جائے اور نہ ہمکو کسی کام سے ہمیں روکا جائے۔ اور دوسری طرف خفیہ ریشہ دوانیوں کے ذریعہ جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کی جائے گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے۔ کیونکہ ضلع گورداسپور میں بعض افسر ایسے ہیں۔ جو ہمارے لئے مشکلات پیدا کرنے کا موجب بن رہے ہیں اگر وہ ہم سے پوچھے تو جو ہمارا علم ہے وہ ہم اسے بتا دیں گے۔ لیکن اگر وہ خود تعاون چھوڑتی ہے اور ان حرکات کی طرف کسی مصلحت کی وجہ سے توجہ نہیں کرتی۔ چاہے یہی وجہ ہو کہ اپنے افسروں کی بدنامی کا اسے خوف ہو۔ تو پھر اس معاملہ کو ہم خدا تعالیٰ پر چھوڑتے ہیں۔ وہ آپ دیکھ لیگا کہ کون ظالم ہے۔ اور کون مظلوم۔

الوداعی دعوت

۳ اپریل ۱۹۳۵ء ڈاکٹر محمد رمضان صاحب کو جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی کی طرف سے الوداعی دعوت دی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت مخلص اور تبلیغ حق کا جوش رکھنے والے ہیں۔ اب وزیرستان گئے ہیں۔

جنرل سیکرٹری

قادیان کو بعض حکام اور احرار نے ہمارے لئے کربلا بنایا ہوا ہے

ایک ستم زدہ احمدی کو حضرت امیر المومنین کی طرف سے جواب

پنڈوری ضلع جہلم کے ایک بھائی سید رسول شاہ صاحب نے مخالفین کے ظلم و ستم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا ہے کہ ایک دیو بندی مولوی نے جو ہمارے گاؤں کے قریب ایک دوسرے گاؤں میں رہتا ہے۔ اس نے اردگرد کے دیہات کے لوگوں کو ہمارے گاؤں میں جمع کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سخت بدزبانی کی۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس کے جواب میں میرے چچا زاد بھائی نے جب دلائل پیش کئے۔ تو دیو بندی مولوی نے لوگوں کو اشتعال دلا کر احمدیوں پر حملہ کرا دیا۔ نیز احمدیوں کے گھروں پر لوگ تمام رات پتھر پھینکتے رہے اسی مولوی نے ۱۹۲۵ء میں بھی احمدیوں پر حملہ کرایا تھا۔ جس میں ہمیں چوٹیں لگی تھیں۔ ہم لوگ کاشتکار ہیں۔ اور فصل پک کر تیار ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ مخالف ہماری فصل جلا نہ دیں۔ حضور مطلع فرمائیں۔ کہ ان حالات میں ہم لوگ کیا کریں۔

اس کا جواب حضرت امیر المومنین نے یہ تحریر فرمایا۔

"میں آپ کو سوائے دعا کے اور کیا مشورہ دوں۔ قادیان کو بھی بعض حکام اور احرار نے ہمارے لئے کربلا بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی مدد کریگا۔ بندے تو کیا حکام اور کیا رعایا ہمارے دشمن بن چکے ہیں۔ آسمان و زمین کے مالک کے سوا اب ہماری جماعت پر رحم کرنے والا کوئی نہیں"۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۴ و ۵ اپریل ۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے:-

نمبر	نام	مقام
۱	امیر احمد صاحب	ضلع انبالہ
۲	محمد عمر صاحب	"
۳	اللہ رکھا صاحب	ضلع گورداسپور
۴	حیات محمد صاحب	"
۵	اللہ رکھا صاحب	ضلع سیالکوٹ
۶	مسمی چند صاحب	ضلع گورداسپور
۷	شریف احمد صاحب	ریاست بہاولپور
۸	فضل حسین صاحب	"
۹	عبد المجید صاحب	"
۱۰	خان محمد صاحب	ریاست جموں
۱۱	دوست محمد صاحب	"
۱۲	عطاء اللہ خان صاحب	"
۱۳	فیروز الدین صاحب	"
۱۴	چودہری فضل دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۵	چودہری خوشی محمد صاحب	"
۱۶	چودہری سردار خان صاحب	"
۱۷	صلاح الدین صاحب	ریاست پٹیالہ
۱۸	خادم علی صاحب	سندھ
۱۹	خواجہ عبد الرحیم صاحب	شاہ آباد
۲۰	محمد اسماعیل صاحب	ضلع منٹگمری
۲۱	نذر محمد صاحب	ضلع ملتان
۲۲	عبد الرحمٰن صاحب	ضلع شیخوپورہ
۲۳	فتح محمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۴	محمد یوسف صاحب	ضلع ہوشیارپور

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف

صدر احرار کی نہایت ہی صبر شکن فحش کلامی

چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو صدر نیشنل لیگ قادیان کا تار

قادیان ۱۰ اپریل۔ قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی۔ اے۔ پریذیڈنٹ نیشنل لیگ قادیان نے آج حسب ذیل مضمون کا تار چیف سکرٹری صاحب پنجاب گورنمنٹ لاہور کو دیا۔

حبیب الرحمٰن صدر احرار نے سیالکوٹ کے ۷ اپریل کے جلسہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ کو عیاش اور بدچلن کہا ہے۔ کیا گورنمنٹ مہربانی کر کے اس کے خلاف کوئی کارروائی کرے گی؟

جماعتہائے احمدیہ اور نیشنل لیگوں کے پریذیڈنٹ صاحبان توجہ فرمائیں

تمام نیشنل لیگوں اور جماعتہائے احمدیہ کے پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مجھے جلد تمام ان ریزولیوشنوں اور رپورٹوں کی مختصر طور پر یادداشت ارسال فرمائیں۔ جو انہوں نے فتنۂ احرار یا حکام کی اس بارہ میں بے توجہی اور غفلت کے متعلق گذشتہ دس بارہ ماہ کے عرصہ میں بطور پروٹسٹ یا دادخواہی گورنمنٹ کے ذمہ دار حکام کے سامنے پیش کی ہیں۔ اور جن کے متعلق گورنمنٹ کے ان ذمہ دار حکام نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اور ہمارے دلوں کو زخمی دیکھ کر انہوں نے کوئی مرہم لگانے کی کوشش نہیں کی۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ان تمام واقعات کو یکجائی طور پر گورنمنٹ ہند اور صوبائی گورنمنٹوں کے سامنے پر زور طریق پر پیش کیا جائے۔ اور ان گورنمنٹوں پر ثابت کیا جائے۔ کہ ملک معظم کی رعایا میں سے ایک وفادار جماعت پر کس قدر مظالم کئے جا رہے ہیں۔ اور احرار کے پشت و پناہ بعض حکام کس طرح ان کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ایسی تمام یادداشتیں میرے پاس ۲۰ اپریل تک ارسال کر دی جائیں گی تحریر خوشخط ہو۔ تا کہ پڑھنے میں دقت محسوس نہ ہو۔ خاکسار قریشی محمد صادق شبنم بی۔ اے۔ پریذیڈنٹ نیشنل لیگ قادیان

ہم ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو احکام جماعت کے لئے بطور تحریک جدید صادر فرمائے ہیں۔ وہ تمام جماعت کو سنائے گئے۔ تبلیغ پر خوب زور دیا جاتا ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں کئی ٹریکٹ اردو اور برمی زبان میں تقسیم کئے گئے۔ سات ہفتہ تک ہر جمعرات کو روزہ رکھنے کا حکم ہر احمدی کے گھر پر جا کر سنایا گیا۔ خدا کے فضل سے جماعت ترقی پر ہے۔ اور مخالفین صداقت کی چیرہ خانی گویا ایک الٰہی تحریک ہو گئی ہے۔ کہ جماعت سے ہر قسم کی سستی دور ہو۔ اور مومن اور منافق میں فرق کھل جائے۔ ہم خدا کے فضل سے دین کی خاطر ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ اور اپنے امام محترم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی ہر ایک عزیز سے عزیز چیز دین کے لئے قربان کرنے کو تیار ہیں۔

خاکسار حمید احمد صدر انجمن احمدیہ میمو ملک برما

ایک خط لکھنے والے کے نام و پتہ کی ضرورت

ایک خط جس پر لکھنے والے کا نام و پتہ درج نہیں۔ ڈاکخانہ قمر زوال کے ڈاکخانہ کی ہے۔ جس میں مضمون حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موصول ہوا ہے۔ کہ بندہ سلسلہ کی تبلیغ ۳۰-۳۱ سال سے کر رہا ہے۔ حضور نے یہ جو فرمایا ہے۔ کہ تین آدمی ہماری مخالفت کر رہے ہیں۔ اگر ان میں سے میں ایک ہوں۔ تو حضور مجھے معاف فرمائیں۔ خط پر یہ بھی درج ہے۔ کہ بندہ ناخواندہ ہے جس دوست نے یہ لکھا ہو۔ وہ مہربانی فرما کر اپنے نام اور پتہ [illegible]

نیشنل لیگ قادیان کا اجلاس

مجسٹریٹ علاقہ کے خلاف اظہارِ افسوس ایک فحش ٹریکٹ کے متعلق کارروائی کرنے پر حکومت کا شکریہ چوہدری اسد اللہ خانصاحب کو مبارکباد کے متعلق قرارداد

نیشنل لیگ قادیان کا ایک خاص اجلاس بصدارت قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی۔ اے ۵ اپریل ۱۹۳۵ء بوقت ۵ بجے شام الحکم بلڈنگ میں منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق رائے ذیل کے ریزولیوشنز پاس ہوئے

۱۔ نیشنل لیگ قادیان کا یہ خاص اجلاس اس امر کا سخت افسوس کے ساتھ اظہار کرتا ہے۔ کہ خانصاحب چوہدری حسین علی مجسٹریٹ درجہ اول نے بٹالہ کیمپ قادیان نے ہمارے بچوں کے ایک پرائیویٹ مذہبی ٹریننگ کے جلسہ میں دفعہ سات پنجاب کریمنل لا ایمنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء کو غلط طور پر استعمال کرتے ہوئے پولیس کو دخل اندازی کا اختیار دیا۔

چونکہ یہ ایکٹ باغیانہ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور حکومت نے اس کے وضع کرنے کے وقت وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ اُسے ناجائز طور پر استعمال نہیں کرے گی۔ لیکن اب خان صاحب چوہدری حسین علی مجسٹریٹ درجہ اوّل نے اس قانون کو غلط اور ناجائز طور پر استعمال کر کے ہماری جماعت کے وقار اور احساس کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہوئے ہیں۔ کہ مجسٹریٹ صاحب کے اس قانون کے ناجائز استعمال کے خلاف پروٹسٹ کریں۔ اور چیف سیکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلائیں۔ کہ وہ اس کے متعلق تحقیقات اور مناسب کارروائیاں کر کے ہم کو شکریہ کا موقعہ دیں۔

۲۔ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ایک گندہ ٹریکٹ جس کا نام "کیا مرزا قادیانی مرد تھا یا عورت" تھا۔ کے متعلق نیشنل لیگ قادیان نے اپنے ایک جلسہ میں اظہار ناراضگی کیا تھا۔ اور بعد میں پریذیڈنٹ صاحب نیشنل لیگ نے اس کا ترجمہ کر کے حکام بالا کو توجہ دلانے کے لئے بھیجا تھا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت نے لاہور میں اس کے شائع کرنے والے پر مقدمہ چلایا ہے۔

ہم جہاں گورنمنٹ کا اس بارہ میں شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ یہ قانونی کارروائی اس قدر تاخیر کے بعد عمل میں آئی ہے۔ کہ وہ زہر جس کو پھیلنے سے روکنا قانون کا منشا ہے۔ ملک معظم کی رعایا کے دلوں میں سرایت کر گئی ہے۔ اور بیچارے احمدیوں پر جگہ بجگہ مظالم ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہم گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس قانون کو سریع اور شدید الاثر طریق پر رائج کیا جائے تاکہ ہندوستان کی فضا درست ہو جائے۔ اور ہم گورنمنٹ کی توجہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف اس گندے لٹریچر کی طرف بھی مبذول کراتے ہیں جو شائع ہو چکا ہے۔ اور آئے دن شائع ہوتا رہتا ہے کہ اس کے متعلق بھی جلد کارروائی کر کے ہمیں شکریہ کا موقعہ دے۔

۳۔ لیگ کا یہ اجلاس چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کے ایگزیکٹو کونسل میں جانے کی وجہ سے پنجاب کونسل میں جو جگہ خالی ہو گئی تھی۔ اس کے لئے چوہدری اسد اللہ خانصاحب کے بلامقابلہ منتخب ہو جانے پر دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے چوہدری صاحب موصوف کی اس شاندار کامیابی پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور چوہدری اسد اللہ خان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہے

۴۔ قرار پایا۔ کہ ان قراردادوں کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ چیف سیکرٹری صاحب پنجاب گورنمنٹ۔ چیف جسٹس صاحب ہائی کورٹ پنجاب۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب چوہدری اسد اللہ خان صاحب اور پریس کو بھیجدی جائیں

(سیکرٹری نیشنل لیگ قادیان)

بزم انصار کے جلسہ میں پولیس کی مداخلت

قادیان ۷ اپریل۔ زیر صدارت شریف احمد صاحب بزم انصار کا جلسہ بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ مجسٹریٹ کے حکم سے اس میں بھی پولیس داخل ہو گئی۔ حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

(۱) چونکہ خانصاحب چوہدری حسین علی مجسٹریٹ درجہ اوّل کے حکم سے پولیس ہیڈ کنسٹیبل اور کچھ غیر سرکاری اشخاص کو ہماری ادبی انجمن کے آج کے پرائیویٹ اور مذہبی جلسہ میں مداخلت کی ہے۔ اس لئے

نیشنل لیگ ڈیرہ غازیخان کی قراردادیں

زیر اہتمام نیشنل لیگ ڈیرہ غازیخان ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۲ر اپریل ۱۹۳۵ء منعقد کیا گیا جس میں حسب ذیل قراردادیں متفقہ طور پر پاس کی گئیں۔

۱۔ یہ اجلاس خلوص دل کے ساتھ سر میاں فضل حسین کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے ان کی بے لوث اور عظیم الشان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۲۔ اجلاس ہذا پنجاب گورنمنٹ کی فوری توجہ ایک تازہ مطبوعہ اردو پوسٹر بعنوان "منشی غلام احمد قادیانی کی نبوت کا بطلان" کی طرف مبذول کراتا ہے۔ جو کہ نہایت ہی دلآزار اور اشتعال انگیز طرز پر کسی محمد غلام کی طرف سے ملتان اقبال پریس سے شائع کیا گیا ہے۔ اور جو کہ قادیانی احراری عبدالحق نے اپنے بورڈ پر ازراہ شرارت قادیان میں لگایا۔ علیہ ہذا اس پوسٹر کے خلاف حد درجہ غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور حکومت پنجاب کی خدمت میں درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ فوری اور مؤثر کارروائی برخلاف محمد غلام پرنٹر و عبدالحق مذکور عمل میں لائے۔

۳۔ اجلاس ہذا نہایت بے حد غم و غصہ کے ساتھ اس خبر کو سنتا ہے۔ کہ ایک غریب اور بے گناہ احمدی بھائی محمد اسماعیل صاحب صدیقی کو احراریوں نے قادیان میں ۲۹ مارچ کی درمیانی رات کو وحشیانہ طریق پر زبردستی اٹھا کر اور مکان میں بند کر کے زدوکوب کیا۔ اور باوجود اس امر کے کہ پولیس قادیان کو اس سارے واقعہ کی اطلاع بروقت دی جاتی رہی۔ مگر اس نے کوئی فوری کارروائی نہ کی۔ اجلاس ہذا جہاں ایک طرف اپنے مظلوم اور بے گناہ احمدی بھائی میاں محمد اسماعیل صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ وہاں احراریوں کے نہایت شرارت انگیز اور مجرمانہ فعل کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ نیز قادیان پولیس کی ایسی مجرمانہ غفلت پر صدائے نفرین بلند کرتا ہے۔

۴۔ قرار پایا۔ کہ مندرجہ بالا قراردادوں کی نقول بخدمت عالی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز قادیان۔ سر میاں فضل حسین صاحب بالقابہ۔ وائسرائے ہند۔ گورنر پنجاب۔ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب۔ ڈپٹی کمشنر و سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور روانہ کی جائیں۔ اخبار الفضل کو روانہ کی جائیں۔ (عزیز احمد بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر و میونسپل کمشنر پریذیڈنٹ نیشنل لیگ ڈیرہ غازیخان)

انجمن حزب اللہ کے جلسہ میں پولیس کی پھر مداخلت

قادیان۔ ۵ر اپریل۔ زیر صدارت غلام احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ایک پرائیویٹ مکان میں بعد نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے پیشتر چند پولیس کے آدمی موجود ہوئے۔ ہماری انجمن کے چھوٹے چھوٹے ممبروں کو ان کے سامنے تقریر کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر مجبوراً پروگرام کو تبدیل کر کے مندرجہ ذیل ریزولیوشنز صدر کی ایک مختصری تقریر کے بعد پاس کئے گئے

۱۔ انجمن حزب اللہ کا یہ جلسہ مجسٹریٹ صاحب علاقہ خانصاحب چوہدری حسین علی صاحب کے اس حکم کے خلاف جس کی رُو سے ہم احمدی بچوں کے خالص تبلیغی اور مذہبی جلسہ کو جو ہم تقریروں کی مشق کرنے کے لئے ایک پرائیویٹ مکان میں کرنا چاہتے ہیں۔ پولیس فورس کے ذریعہ ہمیں مرعوب کر کے روک ڈالنا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ زبردست پروٹسٹ کرتا اور اسے اپنی جائز مذہبی آزادی میں صریح مداخلت یقین کرتا ہے۔ نیز حکام بالا سے پُرزور استدعا کرتا ہے۔ کہ ہمارے ساتھ اس صریح ناانصافی کو روکیں۔ اور ہمارے گھروں میں پولیس کی مداخلت کا انسداد کریں۔

۲۔ تجویز کیا جاتا ہے۔ کہ مجسٹریٹ صاحب علاقہ کی اس دھینگا مشتی کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر جلسہ کی کارروائی بند کر دی جائے۔

۳۔ ان ریزولیوشنز کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ حکام بالا اور پریس کو ارسال کی جائیں۔ (خاکسار سیکرٹری انجمن حزب اللہ قادیان)

مجلس ارشاد کے جلسہ میں پولیس کی مداخلت

جسطرح انجمن حزب اللہ کے جلسہ میں پولیس والوں نے بیجا مداخلت کی اسی طرح ہماری مجلس ارشاد کے جلسہ میں بھی جو ۶ر اپریل منعقد ہوا بیجا مداخلت کی۔ اس لئے صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے مندرجہ ذیل قرارداد کو پیش کے بعد جلسہ برخاست کر دیا۔ (۱) مجلس ارشاد کا یہ جلسہ خانصاحب چوہدری حسین صاحب مجسٹریٹ درجہ اول نے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور ۶ اپریل۔ دوسرے مقدمہ سازش لاہور میں وعدہ معاف گواہ اندر پال نے سپیشل ٹربیونل کے سامنے شہادت دیتے ہوئے اپنے پہلے بیان سے انحراف کر لیا تھا۔ اس پر حکومت نے مقدمہ چلایا۔ جس میں استغاثہ کے ۱۸۹ اور صفائی کے ساٹھ گواہ پیش ہوئے آج وکلاء کی بحث کے بعد ٹربیونل نے متفقہ طور پر اسے ملزم قرار دیا۔ فیصلہ...

پیرس ۴ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ الجزائر کی بغاوت نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ حکومت فرانس بغاوت کو کچلنے کے لئے مزید فوج الجزائر بھیج رہی ہے۔ بغاوت کی وجہ سے لوگ الجزائر سے کثیر تعداد میں ہجرت کر رہے ہیں۔

کیانگ ۲ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ سینٹن چانگ کیانگ کے مقام پر چینی فوجوں کو متواتر چھ گھنٹوں کی خونریز جنگ کے بعد پسپا ہونا پڑا۔ اشتراکیوں کی پیش قدمی جاری ہے۔

نئی دہلی ۲ اپریل۔ لیجسلیٹو اسمبلی میں یہ تحریک کہ دو ہزار سے کم آمدنی پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ کثرت آراء سے منظور ہو گئی۔

نئی دہلی ۳ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ واقعہ ہائلہ کراچی کے متعلق اسمبلی کے مسلم ارکان نے وائسرائے کی خدمت میں گذارش کی ہے۔ کہ وہ بذات خود کراچی کے مسلمانوں کی شکایات پر توجہ مبذول فرمائیں۔ ہز ایکسیلنسی نے ہمدردی کا اظہار فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا۔ کہ مکمل تفصیلات کے موصول ہونے پر جو کچھ ممکن ہو گا کریں گے۔

دہلی ۵ اپریل۔ صدر نے وائسرائے ہند کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اسمبلی نے فنانس بل میں جو ترامیم کی ہیں انہیں اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ریونیو میں ۵ کروڑ کا خسارہ ہو جائے گا اس لئے انہیں منظور نہیں کیا جا سکتا۔ اور میں اسمبلی سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ بل کو اسی شکل میں پاس کر دے۔ جس میں کہ وہ پیش ہوا تھا کل اسمبلی میں وائسرائے کی سفارش پر بحث ہو گی۔ اور بصورت نامنظوری وائسرائے کونسل آف سٹیٹ کے پاس اس کے اصلی صورت میں پیش کئے جانے کی سفارش کریں گے۔ اور امید ہے وہ منظور کر لی جائے گی۔

اجمیر ۵ اپریل۔ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ معہ ایک انسپکٹر پولیس کے رات کے وقت سینما دیکھ کر آ رہے تھے۔ کہ کسی نے دونو پر فائر کر کے انہیں سخت زخمی کر دیا۔ مجروحین کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ اور حملہ آور فرار ہو گیا۔

دہلی ۵ اپریل۔ اسمبلی کے اجلاس میں گندم اور چاول کے محصول درآمد پر بحث ہوئی۔ سر جوزف بھور نے تحریک کی۔ کہ آسٹریلین گندم کے محصول درآمد کو کم کر دیا جائے۔ ہندوستانی ممبروں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور اسے ہندوستان کے زراعت پیشہ لوگوں کے لئے آخری ٹھوکر سے تعبیر کیا۔ مگر باوجود اس کے بل پاس ہو گیا

کومیلا ۴ اپریل۔ سات سرکردہ مسلم لیڈروں کو پولیس نے اس الزام میں گرفتار کر لیا ہے کہ انہوں نے میونسپل بورڈ کے ایک امیدوار کی حمایت کرتے ہوئے ملک معظم کی سلور جوبلی کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ اور لوگوں کو عدم ادائیگی ٹیکس کی تلقین کی۔ چودہ مسلم ورکروں کو بطور سپیشل کانسٹیبل بھرتی ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

بمبئی ۴ اپریل۔ کارپوریشن نے سلور جوبلی کی تقریبات کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ منظور کیا تھا۔ مگر اب کئی ایک کونسلروں نے میئر کو درخواست دی ہے۔ کہ اس ریزولیوشن کو منسوخ کرنے کے مسئلے پر غور کرنے کے لئے جلد از جلد کارپوریشن کا اجلاس بلایا جائے

امرتسر ۵ اپریل۔ اکال تخت پر سکھوں کا ایک بڑا بھاری دیوان ہوا۔ ایک ریزولیوشن میں حکومت کے اس فعل کی مذمت کی گئی کہ وہ مہاراجہ نابھہ کو تعلیم دلوانے کے بہانہ سے انگلستان لے گئی ہے۔ جہاں اس کے کیس کٹوا دیئے ہیں۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ چونکہ کیس کٹوانے کے بعد کوئی شخص سکھ ریاست کا حکمران نہیں رہ سکتا اس لئے مہاراجہ کے عزل کا اعلان کر دے۔

لاہور ۵ اپریل۔ صدر کانگرس بابو راجندر پرشاد۔ مسز سروجنی نیڈو اور بعض دوسرے کانگرسی رہنما ہفتے شام کی گاڑی سے پنجاب پولیٹیکل کانفرنس میں شمولیت کے لئے یہاں آئے۔ جو مسز نیڈو کی صدارت میں منعقد ہو رہی ہے۔ سٹیشن پر ہزارہا لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔

دہلی ۴ اپریل۔ اب تک قاعدہ تھا۔ کہ جو وکلاء لیجسلیچر کے ممبر ہوتے تھے سیشن کے اجلاس کے ایام میں ان کے موکلوں کے مقدمات کی سماعت ملتوی ہوتی رہتی تھی۔ اب رجسٹرار الہ آباد ہائی کورٹ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اطلاع دی ہے۔ کہ چونکہ آئندہ دستور کے ماتحت ہونے والے انتخابات میں کئی وکلاء لیجسلیچر میں چلے جائیں گے۔ اس لئے اس قسم کی مراعات عدالتوں کے کاموں میں تاخیر کا باعث ہوں گی۔ لہٰذا انہیں منسوخ کر دیا جائے۔

دہلی ۶ اپریل۔ اسمبلی کے اجلاس میں دریافت کیا گیا۔ کہ کیا حکومت راجہ مہندر پرتاپ کو واپس ہندوستان آنے کی اجازت دے گی۔ ہوم ممبر نے کہا۔ کہ ہندوستان سے باہر ان کی سرگرمیوں کے پیش نظر یہاں آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جنگ عظیم کے دنوں میں وہ کھلم کھلا برطانیہ کے دشمنوں کی امداد کرتے رہے ہیں۔ وہ قومیت ترک کر چکے ہیں۔ غدار ہیں۔ اور اب افغانستان کی رعایا ہیں۔

ماسکو ۵ اپریل۔ سوویٹ حکومت کا اعلان مظہر ہے۔ کہ لینن گریڈ سے ایک ہزار اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن میں سے ۷۰ ایسے ہیں جو زار کے زمانہ میں جرنیل اور دوسرے بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ ان کے خلاف الزام یہ ہے کہ انہوں نے سوویٹ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور غیر ملکی حکومتوں کو سوویٹ کے فوجی راز بتائے۔

دہلی ۴ اپریل۔ گردن توڑ بخار اور چیچک سے ایک ہفتہ کے اندر دو سو ساٹھ اموات اس صوبہ میں ہوئی ہیں۔

لاہور ۶ اپریل۔ پولیٹیکل کانفرنس نے گاندھی جی سے درخواست کی تھی۔ کہ کانفرنس کے لئے کوئی پیغام ارسال کریں۔ آپ نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ پولیٹیکل کانفرنس کے لئے میرے پاس کوئی پیغام نہیں۔

دہلی ۶ اپریل۔ اسمبلی نے ۴۱ کے مقابلہ میں ۶۴ ووٹوں کی کثرت سے فنانس بل کو اس کی اصلی صورت میں منظور کرنے کے متعلق وائسرائے کی سفارش کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یورپین اور بعض دوسرے ممبروں نے ووٹ نہیں دئے

سلہٹ ۵ اپریل۔ ایک ساٹھ سالہ بوڑھا مختاری کے امتحان میں شریک ہوا۔ یہ شخص اس سے قبل ۷ بار اس امتحان میں فیل ہو چکا ہے۔

یورپ میں زندہ انسانوں کے اعضاء اور چہرے کی تجارت بھی ہوتی ہے۔ حال میں ایک فرانسیسی سرجن نے اشتہار دیا تھا کہ انسانی پاؤں کی انگلیوں کی ضرورت ہے جو ایک فرانسیسی عورت کے لگانی تھیں اس پر دو سو سے زائد درخواستیں آئیں۔ امریکہ میں انسانی اعضاء کی قیمتیں مقرر ہیں ایک انگلی کی قیمت عام طور پر سو پونڈ ہے ایک شخص نے اپنا کان ایک ہزار ڈالر کو فروخت کیا تھا۔ انسانی چمڑا عام طور پر دس پونڈ فی مربع انچ فروخت ہوتا ہے۔

نئی دہلی ۵ اپریل۔ شہنشاہ جارج پنجم نے۔ جنرل سر رابرٹ آرچیبلڈ کیسلز جی۔ سی۔ بی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ڈی۔ ایس۔ او کا کمانڈر انچیف ان انڈیا کے عہدہ پر تقرری فیلڈ مارشل سر فلپ چیٹ وڈ بارٹ جی سی بی کی جگہ منظور کر لی ہے۔ اور اسی تاریخ سے ان کو گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بھی مقرر کیا ہے۔

دہلی ۶ اپریل۔ ڈسٹرکٹ جیل میں شدید فساد ہو گیا۔ پندرہ قیدیوں کو کسی دوسرے جیل میں منتقل کرنے کے لئے بیڑیاں پہنائی جانے لگیں۔ تو انہوں نے مزاحمت کی۔ اور وارڈروں کے ساتھ کھلم کھلا لڑائی شروع کر دی۔ مسلح پولیس کی کمک فوراً طلب کی گئی۔ تفاصیل کا ہنوز انتظار ہے

دہلی ۶ اپریل۔ حادثہ کراچی کی تحقیقات کے سلسلہ میں حکومت بمبئی اور حکومت ہند میں شدید اختلاف رونما ہو گیا ہے حکومت بمبئی تحقیقات کے خلاف ہے مگر حکومت ہند چاہتی ہے کہ تحقیقات ہو خواہ سرکاری طور پر ہو۔ اس سلسلہ میں وائسرائے سے بات چیت کرنے کے لئے گورنر بمبئی اور ہوم ممبر یہاں آئے ہوئے ہیں۔

دہلی ۶ اپریل۔ وائسرائے کی طرف سے وائسرائے ہوس میں ایک دعوت دی گئی۔ جس میں تمام ممبران اسمبلی مدعو تھے لیکن اس میں کسی کانگرسی ممبر کو نہیں بلایا گیا۔

لنڈن ۶ اپریل انڈیا ڈیفنس لیگ نے ممبروں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ جس میں ممبروں سے لیگ کا نام تبدیل کر کے امپیریل ڈیفنس لیگ رکھنے کے متعلق مشورہ طلب کیا ہے۔ ⁂

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے منیار الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی